نظـــرات

صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۶ مارچ کو تعلیمی اصلاحات کا اعلان کرتے ہوئے جن نکات کا اعلان کیا تھا ملک میں بحیثیت مجموعی ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ امید کی جاتی ہے کہ ان اصلاحات کے عملی نفاذ کے بعد نہ صرف ہمارا تعلیمی ماحول بدلے گا بلکہ اس کے اثرات زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی بہ تدریج محسوس کیے جائیں گے۔

ملک کے اخبارات و رسائل میں تعلیمی اصلاحات کے مختلف پہلوؤں کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیا گیا ہے۔ ہم فی الحال اپنی گفتگو ان اصلاحات کے دینی پہلو تک محدود رکھیں گے۔ کوئی شخص تعلیمی اصلاحات کا غائر یا سرسری مطالعہ کرکے یہ تاثر لیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حکومت کی نظر تعلیم کے ہر پہلو پر ہے اور ہر پہلو کو اس کے مناسب اہمیت دی گئی ہے۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ دینی تعلیم کا محدود تصور اور اس کا وسیع تر مقام دونوں حکومت کی نظر میں ہیں۔ موجودہ پالیسی کا مقصد سابق کی طرح دینی تعلیم کو تعلیمی نظام کا ایک جز بنا کر رکھنا نہیں۔ پالیسی میں اس شعور کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے کہ ہمارے نظام تعلیم میں دین کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس ضمن میں صدر مملکت کے یہ الفاظ بڑی اہمیت کے حامل ہیں "ہم اس سلسلے میں مناسب اقدام کر رہے ہیں کہ مذہبی تعلیم جو میٹرک تک لازمی ہے الگ تھلگ نہ رہے۔ ہم اس سے بہت آگے جانا چاہتے ہیں۔ اور ہم اپنے تعلیمی ڈھانچے کا تانا بانا اپنے عقیدے سے تیار کریں گے۔ یہی وہ مقصد ہے جہاں والدین صحیح ماحول پیدا کر سکتے ہیں"۔

تعلیم اور صرف تعلیم ہی ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعہ معاشرے کی اسلامی خطوط پر تشکیل جدید کی امید کی جا سکتی ہے۔ اس سے مسلمانوں کے مابین یکجہتی، اتحاد و اتفاق کو فروغ دینے کا کام بھی لیا جا سکتا ہے، اور یہ جبھی ممکن ہے کہ پورے ملک میں یکساں تعلیمی پالیسی کا نفاذ ہو۔ دینی تعلیم کے حلقوں میں یکجہتی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اختلافی مسائل کی بجائے دین کے بنیادی امور ذہن نشین کرائے جائیں۔ اس طرح ہمارے نونہالوں میں اخوت اور مساوات اسلامی کے جذبات کی نشو و نما ہوگی اور قومی یکجہتی کی بنیادیں استوار ہوں گی۔